سوال

(76) کیا مسجد میں جنازہ پڑھنا جائز ہے؟

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

بہشتی زیور میں لکھا ہے کہ مسجد میںجنازہ پڑھنا مکروہ ہے، کیا یہ درست ہے کتاب وسنت کی روشنی میں وضاحت فرمائیں۔ (محمد اسحاق ضلع قصور) (۱۹ نومبر ۱۹۹۳ء)

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

مسجد کے اندر جنازہ پڑھنا جائز ہے اگرچہ نبی اکرم ﷺ کا غالب معمول یہ تھا کہ آپ جنازگاہ میں جنازہ ادا کرتے تھے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی ''صحیح'' میں بایں الفاظ تبویب قائم کی ہے:

'بَابُ الصَّلَاةِ عَلَی الجَنَائِزِ بِالْمُصَلّٰی وَالمَسْجِدِ۔'

''جنازگاہ اور مسجد میں جنازہ پڑھنے کا بیان۔''

پھر کئی احادیث سے اس کے اثبات کی سعی فرمائی ہے۔

اس بارے میں سب سے واضح دلیل حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے، فرمایا:

'وَاللّٰہِ، لَقَدْ صَلّٰی رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ عَلَی ابْنَیْ بَیْضَاءَ فِی الْمَسْجِدِ سُہَیْلٍ وَأَخِیہِ۔' (صحیح مسلم: ۷/۳۹، بَابُ الصَّلَاۃِ عَلَی الْجَنَازَۃِ فِی الْمَسْجِدِ، رقم: ۹۷۳)

''یعنی اللہ کی قسم رسول اللہ ﷺ نے بیضاء کے دونوں بیٹے سہیل اور اس کے بھائی کا جنازہ مسجد میں پڑھا تھا۔''

زیر حدیث امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

'وَفِی ہٰذَا الْحَدِیثِ دَلِیلٌ لِلشَّافِعِیِّ وَالْأَکْثَرِینَ فِی جَوَازِ الصَّلَاۃِ عَلَی الْمَیِّتِ فِی الْمَسْجِدِ وممن قال بہ أحمد واسحاق'

یعنی ''اس حدیث میں شافعی رحمہ اللہ اور اکثر اہل علم کی دلیل ہے کہ مسجد میں جنازہ پڑھنا جائز ہے اور جو لوگ اس بات کے قائل ہیں ان میں سے امام احمد رحمہ اللہ اور اسحاق رحمہ اللہ

بھی ہیں۔''

اسی طرح حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ابن ابی شیبہ سے بیان فرمایا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا جنازہ مسجد میں پڑھا تھا اور صہیب رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ کا جنازہ مسجد میں پڑھا اور ''ابن ابی شیبہ''کی روایت میں یہ زیادتی بھی موجود ہے :

'وَوُضِعَتِ الْجَنَازَةُ فِی الْمَسْجِدِ تُجَاہَ الْمِنْبَرِ۔'

یعنی ''جنازہ منبر کے سامنے مسجد میں رکھا گیا۔''

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

'وَہٰذَا یَقْتَضِی الْاِجْمَاعَ عَلٰی جَوَازِ ذٰلِکَ' (فتح الباری :۳/۱۹۹)

''یعنی امر ہذا اس بات کا متقاضی ہے کہ مسجد میںجنازہ کے جواز پر صحابہ کا اجماع تھا۔''

اور ابن قدامہ نے کہا :

'کَانَ ہٰذَا بِحَضْرِ مِنَ الصَّحَابَةِ فَلَمْ یُنْکَرْ فَکَانَ اِجْمَاعًا۔'

اور جو لوگ عدمِ جواز کے قائل ہیں ان میں سے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ بھی ہیں۔ ان کا استدلال ''سنن ابی داؤد''کی ایک روایت سے ہے :

'مَنْ صَلّٰی عَلٰی جَنَازَةٍ فِی الْمَسْجِدِ، فَلَا شَیْءَ عَلَیْہِ (لَہٗ)۔' (سنن ابی داود، بَابُ الصَّلَاةِ عَلَی الْجَنَازَةِ فِی الْمَسْجِدِ، رقم :۳۱۹۱)

''یعنی جس نے مسجد میں جنازہ پڑھا اس کے لیے کوئی اجر و ثواب نہیں۔''

اہل علم نے اس حدیث کے مختلف جوابات دیے ہیں۔

۱۔ یہ حدیث ضعیف ہے۔ امام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

'ہٰذَا حَدِیْثٌ ضَعِیْفٌ تَفَرَّدَ بِہٖ صَالِحٌ مَوْلَی التَّوْاَمَةِ'

۲۔ ابو داؤد کے محقق اور مشہور و مسموع نسخوں میں یہ الفاظ یوں ہیں :

'وَمَنْ صَلّٰی عَلٰی جَنَازَةٍ فِی الْمَسْجِدِ فَلَا شَیْئَ عَلَیْہِ۔' ایضًا

''یعنی جس نے مسجد میں جنازہ پڑھا اس پر کوئی شئے نہیں۔ ''یعنی گناہ وغیرہ۔ تو اس صورت میں یہ حدیث ان لوگوں کی دلیل ہی نہیں بنتی بلکہ جواز ہی کی دلیل بنے گی۔

۳۔ اگر یہ حدیث ثابت ہو جائے تو اس کی تاویل فَلَا شَیْئَ لَہٗ بمعنی فَلَا شَیْئَ عَلَیْہِ بمعنی ضروری ہے تاکہ مختلف احادیث کو جمع کیا جا سکے۔ اور قرآن میں بھی لَہٗ بمعنی عَلَیْہِ وارد ہے۔ فرمایا :

وَاِنْ اَسَاْتُمْ فَلَهَا ۷ ... سورة الإسراء

۴۔ یہ حدیث کمیِ اجر پر محمول ہے یعنی کوئی مجرد جنازہ پڑھ کر واپس آگیا قبرستان تک نہیں گیا تو اس سے اجر کم ہو جاتا ہے۔

علامہ ملا علی قاری حنفی نے کہا یہ بات زیادہ واضح ہے کہ اس حدیث کو نفی کمال پر محمول کیا جائے۔

ان دلائل سے معلوم ہوا کہ مولانا اشرف علی تھانوی مرحوم کا ''بہشتی زیور'' میں جنازہ کو مسجد میں مکروہ قرار دینا مرجوح اور ناقابلِ التفات مسلک ہے۔ علامہ مبارکپوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

'وَالْحَقُّ أَنَّهُ یَجُوزُ الصَّلَاةُ عَلَی الْجَنَائِزِ فِی الْمَسْجِدِ مِنْ غَیْرِ کَرَاہَةٍ، وَالْأَفْضَلُ الصَّلَاةُ عَلَیْہَا خَارِجَ الْمَسْجِدِ؛ لِأَنَّ أَکْثَرَ صَلَاتِہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ. عَلَی الْجَنَائِزِ کَانَ فِی الْمُصَلّٰی۔'

یعنی حق بات یہ ہے کہ بلا کراہت نمازِ جنازہ مسجد میں جائز ہے البتہ افضل یہ ہے کہ مسجد سے باہر ہو کیونکہ زیادہ جنازے آپ ﷺ جنازگاہ میں پڑھتے تھے۔''

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ حافظ ثناء اللہ مدنی

جلد: 3، کتاب الجنائز: صفحہ: 132

محدث فتویٰ